احسان کیا ھے ؟

عبدالستار خان

الحمدلله والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

امابعد

محترم قارئین کرام!

میری دو کتابوں ''بندگی رب کے تقاضے'' اور ''اسماء الحسنیٰ'' کو نیٹ پر جاری کرنے کی زبردست پذیرائی ہوئی، یہی وجہ ہے کہ اس آسان اور فعال ذریعہ کو استعمال کرنے کی اشتہا میں اضافہ ہوگیا۔ مجھے ایام گزشتہ پر افسوس ہے کہ میں نے انٹرنیٹ کو بہت پہلے کیوں استعمال نہیں کیا۔ کتابوں کی اشاعت کیلئے وسائل کی عدم دستیابی کا رونا روتا رہا تاہم دیر آید درست آید کی مصداق اب یہ تیسری کتاب (ای بک) احسان جیسے اہم موضوع پر تیار ہوئی ہے اور جسے PDF فارمیٹ میں نیٹ پر جاری کیا جارہا ہے۔

مجھے اندازہ نہیں کہ آخر احسان کو ہم نے اس قدر محدود معانی میں کیوں مقید کر رکھا ہے حالانکہ یہ اتنا وسیع اور اہم موضوع ہے جس پر جتنا لکھا جائے کم ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ قارئین کے لئے نہ صرف فائدہ مند ہوگا بلکہ اس اہم موضوع کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے میں بھی آسانی ہوگی۔ اللہ کرے کہ یہ ہمیں احسان کی روش پر عمل کرنے کا باعث بھی بنے۔ میری تمام کتابوں کے جملہ حقوق بحق تمام مسلمان محفوظ ہیں۔ بس اس کتاب کا ایک ہدیہ ہے اور وہ یہ کہ اسے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں تک پھیلایا جائے نیز میرے لئے دعائے خیر کی جائے۔ اللہ تعالی برادرم لطیف آفتاب کو بھی جزائے خیر دے جو اس کتاب کو نہ صرف اپنی سائٹ کی زینت بناتے ہیں بلکہ اسے عام کرنے میں بھی پیش پیش ہیں۔

جدہ۔ 11 جنوری 2012ء

nazar_70@hotmail.com

﷽

احسان عظیم خلق ہے جس کا قرآن مجید میں تاکید کے ساتھ حکم ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِیْتَاء ذِیْ الْقُرْبَی وَیَنْهَی عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴾

''اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم سبق لو''(1)۔

مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ ''احسان'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''احسان سے مراد نیک برتاؤ، فیاضانہ معاملہ، ہمدردانہ رویہ، رواداری، خوش خلقی، درگزر، باہمی مراعات، ایک دوسرے کا پاس ولحاظ، دوسرے کو اس کے حق سے کچھ زیادہ دینا اور خود اپنے حق سے کچھ کم پر راضی ہو جانا۔ یہ عدل سے زائد ایک چیز ہے جس کی اہمیت اجتماعی زندگی میں عدل سے بھی زیادہ ہے۔ عدل اگر معاشرے کی اساس ہے تو احسان اس کا جمال اور اس کا کمال ہے۔ عدل اگر معاشرے کو ناگواریوں اور تلخیوں سے بچاتا ہے تو احسان اس میں خوشگواریاں اور شیرینیاں پیدا کرتا ہے''(2)۔

مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس آیت میں اول عدل کا حکم دیا گیا پھر احسان کا۔ بعض ائمہ تفسیر نے فرمایا کہ عدل تو یہ ہے کہ دوسرے کا پورا پورا حق اس کو دیدے اور اپنا وصول کر لے، نہ کم نہ زیادہ۔ احسان یہ ہے کہ دوسرے کو اس کے اصل حق سے زیادہ اور خود اپنے حق میں کم پوشی سے کام لو۔ کچھ کم ہو جائے تو بخوشی

....

(1) النحل 90

(2) تفہیم القرآن، دیکھئے آیت مذکورہ کی شرح۔

قبول کرلو۔احسان کے لغوی معنی اچھا کرنے کے ہیں اوراس کی دوقسمیں ہیں۔ایک یہ کہ فعل یا خلق وعادت کواپنی ذات میں اچھااور مکمل کرے۔دوسرے یہ کہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ اچھا سلوک اورعمدہ معاملہ کرے‘‘(3)۔

احسان کی تعریف

احسان قرآن مجید کی اہم اور بنیادی اصطلاح ہے۔اس کا مختلف صیغوں سے قرآن مجید میں ذکر 159 مرتبہ ہوا ہے جبکہ لفظ ’’احسان‘‘ قرآن مجید میں 12 مرتبہ آیا ہے۔’’المحسنین ‘‘ قرآن مجید میں 33 مرتبہ آیا ہے جس سے اس لفظ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے(4)۔

احسان مصدر ہے ’’**احسن، یحسن، احسانا**‘‘ کا جس کا زبان میں مطلب نیکی ،اچھا سلوک، بھلائی، مہربانی،ممنونیت اورعمل خیر ہے۔

شرعی اصطلاح میں اس کی تشریح خودرسول اکرم ﷺ نے اس مشہورحدیث میں فرمائی جسے حدیث جبریل یاام السنہ کہا جاتا ہے۔ بخاری ومسلم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام انسانی روپ میں آئے اوررسول اکرم ﷺ سے پوچھا:

اسلام کیا ہے؟۔

ایمان کیا ہے؟۔

آپ ﷺ نے دونوں سوالات کے جوابات دیئے توانھوں نے پوچھا:

....

(3)معارف القرآن،دیکھئے تفسیر آیت مذکورہ۔

(4)دیکھئے:المصحف الرقمی

احسان کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو اتنی بات کا یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے'' (5)۔

احسان اسلام کی بلند ترین منزل ہے۔ احسان دراصل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین کے ساتھ قلبی لگاؤ، گہری محبت، سچی وفاداری اور جاں نثاری کا نام ہے۔ تقوی کا اساسی مفہوم اللہ تعالی کا خوف ہے جو انسان کو اس کی ناراضی سے بچنے پر آمادہ کرتا ہے اور احسان کا اساسی تصور اللہ تعالی کی محبت

....

(5) حدیث صحیح: بروایت حضرت عمر بن خطابؓ، دیکھئے: صحیح مسلم 8۔ پوری حدیث اس طرح ہے:

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت تھے کہ ایک آدمی آیا جس کے انتہائی سفید کپڑے اور انتہائی کالے بال تھے، اس پر سفر کے آثار نہیں تھے جبکہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہیں تھا۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کے بیٹھا اور اس نے اپنے گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ٹیک دیئے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھا اور سوال کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر تم میں استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کرو۔ اس نے کہا: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ کہا۔ (حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ) ہمیں تعجب ہوا کہ خود سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔ اس نے پھر کہا: ایمان کیا ہے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لے آؤ۔ اس نے کہا: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ کہا۔ پھر کہا: احسان کیا ہے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے دیکھ نہیں رہے تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے قیامت کے بارے میں پوچھا جارہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے کہا: اس کی علامات ہی بتادیجئے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لونڈی اپنی آقا کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پیر، ننگے بدن اور فقیر بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بنا کر ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔ پھر وہ (سوال کرنے والا) چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معلوم ہے کہ پوچھنے والا کون تھا؟۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبریلؑ تھے، تمہیں تمہارا دین سکھلانے آئے تھے۔

ہے جو آدمی کو اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ابھارتا ہے۔

درحقیت دین تین بنیادی چیزوں پر قائم ہے۔ ایک ہے اسلام، دوسرا ہے ایمان اور تیسرا ہے احسان۔ یہ عبدیت کا بلند ترین رتبہ ہے۔ یہ تمام اعمال اور امور کی روح ہے جو انسان کی پوری زندگی میں ملحوظ رہنا چاہیئے۔

معروف سعودی عالم دین علامہ محمد بن صالح ابن عثیمینؒ لکھتے ہیں:

''عمل کو بہترین انداز میں اخلاص کے ساتھ ادا کرنا احسان ہے۔حدیث جبریلؑ میں رسول اکرم ﷺ نے اسلام کو ظاہری اقوال اور اعمال سے تعبیر کیا ہے اور ایمان کو باطنی اقوال اور اعمال قرار دیا ہے جبکہ احسان ظاہر اور باطن کے حسن کا نام ہے۔ان سب کا مجموع دین ہے'' (6)۔

آگے اس کی شرح میں عربی کا ایک شعر لکھا ہے جس میں ہے:

وثالث مرتبة الاحسان

حتی یکون الغیب کالعیان

''تیسرا مرتبہ احسان ہے جو غیب کی باتوں کو آنکھوں دیکھا کر دیتا ہے''۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

''اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ''

''اللہ تعالی نے احسان کو تمام معاملات میں لکھ دیا ہے'' (7)۔

....

(6) شرح الاربعین النوویه، شیخ محمد بن صالح العثیمین

(7) حدیث صحیح : بروایت حضرت شداد بن اوس، دیکھئے: صحیح مسلم 1955۔ یہ حدیث کا ٹکڑا ہے، پوری حدیث یوں ہے: حضرت شداد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ دو چیزیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے یاد رکھی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے احسان کو تمام معاملات میں لکھ دیا ہے، تم میں سے کوئی، کسی جانور کو قتل کرے تو احسان کا معاملہ کرے اور اگر ذبح کرے تو احسان کا معاملہ کرے، اسے چاہئے کہ وہ اپنی چھری تیز کرے اور ذبیحہ کو آرام دے۔یعنی ذبح کے وقت اذیت نہ دے۔

ایک مسلمان کی زندگی میں احسان ہر پہلو میں ہونا چاہئے۔اس کے معاملات احسان پر مبنی ہوں، اس کی عبادات میں احسان ہو۔احسان اچھے انسان کی کسوٹی ہے، اللہ کے نعمتوں کا شکر ہے۔جب کوئی ذمہ داری دی جائے تو اس کی ادائیگی میں احسان ہونا چاہئے۔احسان سے دلوں کو جیتا جاتا ہے، احسان سے دشمنی دوستی میں بدل جاتی ہے۔یہاں تک جب جانور کو ذبح کیا جائے تو اس کے ساتھ بھی احسان کیا جائے۔سوال یہ ہے کہ ہم سے ہر معاملے میں احسان کا مطالبہ کیوں کیا جارہا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے ہم پر احسان کیا ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ﴾

''احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے''(8)۔

اللہ کے احسانات کا بدلہ ہم چکا سکتے ہیں؟۔ہرگز نہیں!

اس کے احسانات کے سمندر کے آگے ہم سے احسان کے چند قطروں کا مطالبہ ہو رہا ہے جبکہ اصل احسان تو اللہ کا ہی ہے جو ہمیں احسان کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

احسان انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور اللہ تعالی کے برگزیدہ بندوں کی لازمی صفت ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ،إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴾

''سلام ہے نوح پر تمام دنیا والوں میں، ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں''(9)۔

....

(8)القصص77 (9) الصافات79،80

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴾

''سلام ہے ابراہیم پر، ہم محسنین کو اسی طرح جزا دیتے ہیں'' (10)۔

حضرت موسی اور ہارون علیہما السلام کا ذکر ہوا تو ارشاد ہوا:

﴿ سَلَامٌ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ ، إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴾

''سلام ہے موسی اور ہارون پر، ہم محسنین کو اسی طرح جزا دیتے ہیں'' (11)۔

الیاسین علیہ السلام کا ذکر ہوا تب بھی ارشاد ہوا:

﴿ سَلَامٌ عَلَى إِلْ يَاسِينَ ، إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴾

''سلام ہے الیاسین پر، ہم محسنین کو اسی طرح جزا دیتے ہیں'' (12)۔

سورہ الانعام میں بہت سارے انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہوا اور سب کو محسنین قرار دیا گیا:

''یہ تھی ہمارے حجت جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی، ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبے عطا کرتے ہیں، حق یہ ہے کہ تمہارا رب نہایت دانا اور علیم ہے، پھر ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی، وہی راہ راست جو اس سے پہلے نوح کو دکھائی تھی، اور اسی کی نسل سے ہم نے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسی اور ہارون کو ہدایت بخشی، اسی طرح ہم محسنین کو ان کا بدلہ دیتے ہیں'' (13)۔

....

(10) الصافات 109، 110

(11) الصافات 120، 121

(12) الصافات 130، 131

(13) الانعام 83، 84

جنت میں جانے والوں کی بھی یہی مشترکہ صفت ہے:

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ، وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ، كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئاً بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ، إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِيْ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''متقی لوگ آج سایوں اور چشموں میں ہیں اور جو پھل وہ چاہیں ان کیلئے حاضر ہیں، کھاؤ اور پیو مزے سے اپنے اعمال کے صلے میں جو تم کرتے رہے ہو، ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں'' (14)۔

احسان کی روش اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالی جو جزا دے گا، اس کا ذکر قرآن مجید کے مختلف مقامات میں آیا ہے۔

* ایک جگہ ارشاد ہوا کہ احسان کرنے والوں کو ان کا اجر بڑھا کر دیا جائے گا:

﴿ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''احسان کرنے والوں کو مزید فضل وکرم سے نوازیں گے'' (15)۔

* ایک جگہ آیا ہے کہ احسان کرنے والوں کا اجر ان کے رب کے پاس محفوظ ہے اور وہ خوف وغم سے بھی محفوظ رہیں گے:

﴿ بَلَى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾

....

(14) المرسلات 41،44

(15) البقرہ 58

’’حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً احسان کی روش پر چلے اس کیلئے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لئے کسی خوف یا رنج کا کوئی موقع نہیں‘‘ (16)۔

* ان کے لئے اللہ کے ہاں عظیم اجر ہے:

﴿ الَّذِينَ اسْتَجَابُواْ لِلّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُواْ مِنْهُمْ وَاتَّقَواْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾

’’جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا، ان میں سے جو لوگ احسان کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور متقی ہیں، ان کیلئے عظیم اجر ہے‘‘ (17)۔

* اللہ تعالی احسان کرنے والوں کا اجر ضایع نہیں کرتا:

﴿ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللّهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴾

’’اور صبر کر، اللہ محسنین کا اجر اللہ کبھی ضائع نہیں کرتا‘‘ (18)۔

* احسان کرنے والوں کو ان کا اجر آخرت میں تو ملے گا مگر ان کے احسان کا بدلہ انہیں اس دنیا میں بھی عطا کرے گا:

﴿ ...... لِّلَّذِينَ أَحْسَنُواْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ﴾

’’احسان کرنے والوں کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو ضرور ہی ان کے حق میں بہتر ہے‘‘ (19)۔

* احسان کی روش اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالی ان کے احسان کے صلے میں جنت ضرور عطا

....

(16) البقرہ 112

(17) آل عمران 172

(18) ہود 115

(19) النحل 30

کرے گا مگر چونکہ انہوں نے دنیا میں احسان کا رویہ اختیار کئے رکھا، اس لئے انہیں جنت سے بھی بڑھ کر صلہ عطا کیا جائے گا:

﴿ لِّلَّذِينَ أَحۡسَنُواْ الۡحُسۡنَى وَزِيَادَةٌ وَلاَ يَرۡهَقُ وُجُوهَهُمۡ قَتَرٌ وَلاَ ذِلَّةٌ أُوۡلَـئِكَ أَصۡحَابُ الۡجَنَّةِ هُمۡ فِيهَا خَالِدُونَ ﴾

''جن لوگوں نے احسان کا طریقہ اختیار کیا ان کے لئے بھلائی اور مزید فضل ہے، ان کے چہروں پر روسیاہی اور ذلت نہ چھائے گی، وہ جنت کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے'' (20)۔

مذکورہ بالا آیت میں لفظ ''زِیَادَةٌ'' یعنی ''مزید فضل'' غور طلب ہے کیونکہ آیت مذکورہ میں الۡحُسۡنَى تو جنت ہے البتہ اس سے زائد فضل کیا ہے؟۔ اس کی تشریح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حدیث سے ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّار، نَادَىٰ مُنَادٍ : يَا اَهْلَ الْجَنَّة اِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَوْعِدًا يُرِيْدُ اَن يُنْجِزْكُمُوهُ ، فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَاهُوَ؟ أَلَمْ يُثَقِّل اللّٰه مَوَازِيْنَنَا وَيُبَيِّضَ وُجُوهَنَا وَيُدْخِلَنَا الْجَنَّةَ وَيُنَجِّنَا مِنَ النَّار ؟ فَيُكْشَفُ الْحِجَاب فَيَنْظُرُونَ اِلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمُ اللّٰهُ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلَيْهِ وَلَا اَقَرُّ لِاَعْيُنِهِمْ ''

'' جب اہل جنت، جنت میں داخل ہوں گے اور اہل جہنم، جہنم میں ہنکائے جائیں گے تو ایک منادی اعلان کرے گا: اے اہل جنت! اللہ تعالی نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا جسے وہ پورا کرنا چاہتا ہے۔ وہ کہیں گے: کونسا وعدہ (ابھی پورا نہیں ہوا؟) کیا ہمارے رب نے ہمارے نیک اعمال کا پلڑا بھاری نہیں کیا، اس نے ہمارے چہرے روشن نہیں کئے، ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم کے عذاب سے نجات نہیں دلائی؟ (یعنی اتنا کچھ کے بعد اب کونسا وعدہ پورا ہونا باقی ہے) ایسے میں اللہ تعالی حجاب کا پردہ اٹھائے گا تو

....

(20) یونس 26

اہل جنت اپنے رب کا دیدار کریں گے۔ پس اس وقت اللہ تعالی کے چہرے کا دیدار انہیں دیگر تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب اوران کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا زیادہ باعث ہوگا'' (21)۔

معلوم ہوا کہ محسنین کو اللہ تعالی جنت سے بڑھ کر صلہ دے گا اور وہ صلہ ہے رب سبحانہ وتعالی کا دیدار۔

احسان ایمان کا جوہر، اسلام کی روح اور شریعت کا کمال ہے۔ احسان صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ اس میں زندگی کے تمام معاملات داخل ہیں حتی کہ بے زبان جانور پر احسان کرنے کے سبب اللہ تعالی نے ایک زانیہ عورت کے گناہ معاف فرما دیئے۔ رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ:

" غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّت بِكَلْبٍ عَلَىٰ رَأسِ رَكِيٍ يَلْهَث ، كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ ، فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ الْمَاءَ فَغَفَرَ لَهَا بِذَلِکَ "

''ایک زانیہ عورت کا گزر ایک کتے سے ہوا جو کنویں کے کنارے کھڑا ہانپ رہا تھا، پیاس کی شدت سے وہ مرا جا رہا تھا، اس زانیہ عورت نے اپنے جوتے کو اپنی چادر سے باندھا اور کنویں میں ڈال دیا، اس نے جوتے میں پانی بھرا اور پیاسے کتے کو پلا دیا، اس پر اس کی مغفرت ہو گئی'' (22)۔

رسول اکرم ﷺ نے حدیث جبریلؑ میں احسان کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو کم سے کم یہ احساس

....

(21) حدیث صحیح: بروایت حضرت صہیب رومیؓ، دیکھئے: صحیح الجامع از علامہ ناصر الدین الالبانی 521

(22) حدیث صحیح: بروایت حضرت ابو ہریرہؓ، دیکھئے: صحیح الجامع از علامہ ناصر الدین الالبانی 4163 نیز صحیح بخاری 3321، واضح رہے کہ اس سے ملتی جلتی ایک اور روایت مرد کے حوالے سے بھی مروی ہے۔

تو ہونا چاہئے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے" (23)۔

لوگوں نے اس حدیث کو عبادات تک محدود کر رکھا ہے یعنی نماز، روزہ، حج اور زکاۃ حالانکہ عبادت وسیع اصطلاح ہے جس میں تمام طاعات داخل ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنَّ صَلاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾

"کہو میری نماز، میرے مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے" (24)۔

عبادت کے لفظی معنی ہیں:

خضوع، تذلل، تابع ہو جانا، رام ہو جانا، سپر ڈال دینا، کسی کے مقابلے میں کوئی مزاحمت یا انحراف نہ کرنا۔ معلوم ہوا کہ عبادت کا مطلب محض عبادت نہیں بلکہ یہ جامع لفظ ہے جس میں تمام طاعات کے علاوہ رب سبحانہ وتعالی کے حکم کے سامنے خضوع وتذلل اور تسلیم بھی ہے۔

امام مسلمؒ کی صحیح میں حدیث جبریلؑ کے الفاظ ہیں:

"اَنْ تَخْشَیٰ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاه"

"اللہ سے اس طرح ڈرو گویا تم اس سے دیکھ رہے ہو" (25)۔

امام ابن اثیرؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

"احسان سے مراد مراقبہ اور حسن طاعت ہے۔ جسے اللہ کی نگرانی کا یقین ہوگا اس کے عمل میں حسن پیدا ہوگا" (26)۔

....

(23) حدیث جبریل کی تخریج گزشتہ صفحات میں ہو چکی ہے۔ دیکھئے: ص5

(24) الانعام162

(25) دیکھئے امام مسلم کی صحیح میں حدیث جبریلؑ، صحیح مسلم10، یہی الفاظ امام ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد1/45 میں بھی نقل کئے ہیں۔

(26) النهایه فی غریب الاثر، ابن الاثیر

امام نووی نے لکھا ہے:

''اَلْمُرَادُ بِالْعِبَادَۃ اَلطَّاعَۃُ مُطْلَقًا''

''عبادت سے مراد اللہ کی جملہ امور اور معاملات میں مطلق اطاعت ہے''

احسان کے میدان

مذکورہ بالا حوالوں سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ عبادت جملہ امور اور معاملات میں اللہ تعالی کی اطاعت کا نام ہے تو یقیناً کوئی میدان ایسا نہیں جو احسان سے خالی ہو گا۔ عبادات میں احسان یہ ہے کہ ہر عبادت کو اس کی روح کے ساتھ ادا کیا جائے۔ نماز اس طرح پڑھی جائے گو یا زندگی کی آخری نماز ہو، اسی لئے نماز کو فحش اور برے کاموں سے روکنے والی قرار دیا گیا ہے۔ روزے میں احسان یہ ہے کہ اسے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھا جائے۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ بعض روزے داروں کو روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا۔ والدین کے ساتھ احسان کا معاملہ بہت ضروری ہے کہ اس کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہوں پر ہوا ہے۔ اقرباء کے ساتھ احسان، دوستوں یاروں، ہمسایوں اور تمام مسلمان کے ساتھ احسان، حتی کہ جانوروں کے ساتھ بھی احسان کا رویہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی میدان ایسا نہیں چھوڑا جس میں ہم سے احسان کا مطالبہ نہ کیا ہو، فرمایا گیا:

''اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلَیٰ کُلِّ شَیٔ''

''اللہ تعالی نے احسان کو تمام معاملات میں لکھ دیا ہے'' (27)۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

....

(27) اس حدیث کی تخریج ص 6 میں ہو چکی ہے۔

''جس شخص کے گھر میں بلی کو اس کی خوراک اور ضروریات نہ ملیں اور جس کے پنجرے میں پرندوں کی پوری خبر گیری نہ ہوئی تو وہ کتنی ہی عبادات کرے، محسنین میں شمار نہیں ہوگا'' (28)۔

جمادات کے ساتھ بھی احسان کرنے کی تلقین کی گئی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اگر ہم بہتے دریا سے وضو کریں تو پانی میں اسراف نہ کریں۔ یہ جمادات کے ساتھ احسان کی ایک صورت ہے۔

احسان کی بہترین تشریح امام زین العابدین حضرت علیؒ (29) سے منسوب روایت میں ہوتی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت زین العابدین کی کنیز ان کے ہاتھ دھلا رہی تھی کہ گرم پانی کا لوٹا اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ انہوں نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو کنیز نے قرآن پاک کی آیت کا ایک حصہ پڑھا:

﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ ﴾

''جو غصے کو پی جاتے ہیں''

ارشاد فرمایا:

''میں نے اپنا غصہ ضبط کرلیا''۔

کنیز نے آیت کا اگلا حصہ تلاوت کیا:

﴿ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ﴾

''دوسروں کے قصور کو معاف کر دیتے ہیں''

ارشاد فرمایا:

''میں نے تمہیں معاف کر دیا''۔

غور کیجئے کہ غلطی پر غصے پی لیا، کنیز کی غلطی معاف کر دی، مگر یہ دونوں کام احسان شمار نہیں ہوتے۔

....

(28) الجامع لاحکام القرآن، از امام قرطبیؒ۔

(29) امام زین العابدین علیؒ بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب۔ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت حسینؓ کے صاحبزادے۔

اب کنیز نے آیت کریمہ کا آخری حصہ پڑھا:

﴿ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''(30)۔

ارشاد ہوا:

''جاؤ تم اللہ کے لئے آج سے آزاد ہو''۔

علامہ ابن عثیمینؒ لکھتے ہیں:

''احسان دین میں دو درجے بلند ہے(31) اور محسنین کے احسان میں دو مقام ہیں۔ سب سے اعلی اور بلند مرتبہ، مقام مشاہدہ ہے:

''آدمی اس طرح عمل کرے گویا وہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے''۔

دل ایمان کے نور سے منور ہو اور بصیرت عرفان سے یہاں تک کہ غیب کی باتیں آنکھوں دیکھی ہو جائیں''(32)۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت حارثہؓ سے پوچھا:

....

(30) آل عمران 134

(31) اشارہ ہے حدیث جبریلؑ کی طرف (دیکھئے: ص 5) جس میں حضرت جبریل علیہ السلام نے پہلے اسلام پھر ایمان اور پھر احسان کے بارے میں پوچھا۔ حدیث کے آخر میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ جبریلؑ تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھلانے آئے تھے۔ معلوم ہوا کہ دین میں سب سے پہلا درجہ ہے اسلام، دوسرا ہے ایمان اور تیسرا اور بلند درجہ ہے احسان۔

(32) شرح الاربعين النوويه، شيخ محمد بن صالح العثيمين

''اے حارثہؓ! تمہاری صبح کس حال میں ہوئی ؟''۔

حضرت حارثہؓ نے عرض کیا:

''میری صبح اس حال میں ہوئی کہ میں حق اور حقیقی طور پر مومن ہوں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر دعوے کی ایک دلیل ہونی چاہیئے، تمہارے ایمان کی کیا دلیل ہے؟''۔

حضرت حارثہؓ نے عرض کیا:

''میری صبح اس حال میں ہوئی ہے گویا میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں، گویا مجھے اہل جنت، جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوتے دکھائی دے رہے ہیں اور گویا اہل جہنم، جہنم کے عذابوں سے دوچار ہو رہے ہیں، اس حال میں میں نے اپنے دن کو بھوک اور پیاس (روزے کی) حالت میں گزارا اور رات کو رتجگے (تہجد) کی حالت میں گزارا''۔

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے حارثہؓ! تم نے ایمان کی حقیقت کو پالیا ہے، اب اس پر ثابت قدم رہو''(33)۔

یہ تھا احسان کا پہلا مقام جسے علامہ ابن عثیمینؒ نے مقام مشاہدہ کہا ہے۔

علامہ ابن عثیمینؒ کہتے ہیں کہ دوسرا مقام اخلاص ہے:

''اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو یہ یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے''۔

گویا یہ یقین ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالی میرے قریب ہے، وہ میری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے، وہ میرے

....

(33) علامہ ابن رجب حنبلیؒ نے اپنی کتاب ''جامع العلوم والحکم'' میں اسے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ عقیلیؒ نے ''الضعفاء الکبیر'' میں اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی اصل نہیں جبکہ علامہ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں اس کے ایک راوی یوسف بن عطیہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے مختصر بزار میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے شواہد ہیں۔

ظاہراور باطن سے باخبر ہے، میری کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں، اس لئے مجھے اپنے عمل میں اخلاص اور حسن پیدا کرنا ہے۔ جب آدمی یہ کرے گا تو پہلے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ ہے اللہ کی معیت کا احساس جس کی طرف قرآن مجید میں مختلف مقامات میں نشاندہی کی گئی ہے۔ درج ذیل آیات قابل غور ہیں:

﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ، الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴾

''اس زبردست اور رحیم پر توکل کرو جو تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے ہو اور سجدہ گزار لوگوں میں تمہاری نقل وحرکت پر نگاہ رکھتا ہے'' (34)۔

اللہ تعالی کی معیت کا احساس انسان کے اندر وہ طاقت بھر دیتا ہے جس سے وہ بڑے سے بڑے چیلنج کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ اس کی مثال حضرت موسی اور ہارون علیہما السلام ہیں جنہیں رب سبحانہ وتعالی نے حکم دیا کہ وقت کے سب سے جابر حکمران اور اس کی سپر پاور حکومت سے جا کر ٹکر لیں تو انہوں نے کہا:

﴿ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَى ﴾

''دونوں عرض کیا: پروردگار! ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا پل پڑے گا''

فرمایا:

﴿ قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى ﴾

''ڈرومت، میں تمہارے ساتھ ہوں، سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں'' (35)۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی گئی اور فرمایا گیا:

﴿ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ﴾

....

(34) الشعراء 217، 219

(35) طہ 45، 46

''اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کرو، تم ہماری نگاہ میں ہو'' (36)۔

حضرت موسی علیہ السلام کو بھی اللہ کی معیت کا یقین تھا، جب سامنے موجیں تھیں اور پیچھے فوجیں تھیں تو آپؑ نے فرمایا:

﴿ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴾

''ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا'' (37)۔

غار میں اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ تعالی کی معیت کا کتنا یقین تھا کہ فرمایا:

﴿ لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللّهَ مَعَنَا ﴾

''غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے'' (38)۔

اللہ تعالی کی معیت احسان کرنے والوں کے بھی ساتھ ہے:

﴿ إِنَّ اللّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَواْ وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴾

''اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوی سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں'' (39)۔

اسی لئے اللہ کی رحمت بھی ان کے قریب ہوتی ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ رَحْمَتَ اللّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴾

''یقیناً اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے'' (40)۔

....

(36) الطّور 48

(37) الشعراء 62

(38) التوبہ 40

(39) النحل 128

(40) الاعراف 56

احسان کرنے والوں سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے:

﴿ وَأَحۡسِنُوٓاْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴾

''احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے'' (41)۔

اللہ تعالی کی معیت دیکھئے کہ حدیث قدسی کا مفہوم ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

''میں اپنے بندے کے حسن ظن پر پورا اترتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اپنے نفس میں اسے یاد کرتا ہوں، اگر وہ مجھے بھرے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس سے کہیں زیادہ بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے بالشت بھر بھی قریب ہوتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس کے قریب ہوتا ہوں، اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں'' (42)۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ هَلۡ جَزَاء الۡإِحۡسَانِ إِلَّا الۡإِحۡسَانُ ﴾

''احسان کا بدلہ احسان کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے'' (43)۔

....

(41) البقرہ 195

(42) حدیث صحیح: بروایت حضرت ابو ہریرہؓ، اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، دیکھئے: صحیح بخاری 7405، نیز اسی مفہوم مگر الفاظ کے اختلاف کے ساتھ امام مسلم نے بھی نقل کیا ہے، دیکھئے: صحیح مسلم 2675 واضح رہے کہ یہ حدیث مذکور کے مفہوم کا ترجمہ ہے۔

(43) الرحمٰن 60

علامہ رازیؒ اس آیت مبارکہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ قرآن مجید کی ان تین آیات میں سے ایک ہے جن کے متعلق علمائے کرامؒ کے ایک سو سے زیادہ اقوال ہیں'' (44)۔

اللہ تعالی کے بے شمار احسانات ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا لیکن اللہ تعالی کا ایک احسان ایسا ہے جسے اس نے اہل ایمان کو جتایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ ﴾

''اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا'' (45)۔

علامہ رازی لکھتے ہیں:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت انسانوں پر اللہ کا عظیم احسان ہے'' (46)۔

اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل کیا، اس کا حسان ہے کہ اس نے ہمارے لئے اپنا کلام نازل کیا، اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں قرآن مجید اور سنت مطہرہ سمجھنے کی توفیق عطا کی۔ ان سارے احسانات کے علاوہ ان بہت سارے احسانات کا بدلہ جنہیں ہم شمار نہیں کر سکتے، اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے ہم بھی احسان کی روش اختیار کریں۔ اللہ تعالی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کے مشن کی تکمیل کیلئے مبعوث فرمایا اور انبیاء کا کام اس امت کے سپرد کیا۔ احسان کا بدلہ احسان یہ ہے کہ محسنین نہ صرف خود احسان کی روش اختیار کر کے اس دین پر عمل کریں بلکہ محسنین تو وہ ہیں جو اس دین پر

....

(44) مفاتیح الغیب، از امام فخر الرازیؒ تفسیر آیت مذکورہ

(45) آل عمران 164

(46) مفاتیح الغیب، از امام فخر الرازیؒ تفسیر آیت مذکورہ

کوئی آنچ آئے تو وہ جان و مال اور اولاد سب کچھ قربان کرنے کیلئے آمادہ ہو جائیں، اللہ کے قانون کی کہیں خلاف ورزی ہو تو ان کے دل کو چوٹ لگتی ہو، کہیں بغاوت کے آثار پائے جائیں تو وہ بے چین ہو جائیں اور اسے فرو کرنے کیلئے جان لڑا دیں، اس کے دین کے مفاد کو کسی طرح نقصان پہنچتے دیکھنا ان کے لئے نا قابل برداشت ہو جائے، خرابی کو دور کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے، ان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ دنیا میں اس دین کا بول بالا ہو اور زمین کا کوئی چپہ ایسا باقی نہ بچے جہاں اس کا پھریرا نہ اڑے۔ جو لوگ اپنی آنکھوں سے خدا کے دین کو کفر سے مغلوب دیکھیں، جن کے سامنے حدود اللہ پامال ہی نہیں بلکہ کالعدم کر دی جائیں، خدا کا قانون عملاً ہی نہیں بلکہ باضابطہ منسوخ کر دیا جائے، خدا کی زمین پر خدا کا نہیں بلکہ اس کے باغیوں کا بول بالا ہو رہا ہو، نظام کفر کے تسلط سے نہ صرف انسانی سوسائٹی میں اخلاقی و تمدنی فساد برپا ہو بلکہ خود امت مسلمہ بھی نہایت سرعت کے ساتھ اخلاقی اور عملی گمراہیوں میں مبتلا ہو رہی ہو اور یہ سب کچھ دیکھ کر بھی ان کے دلوں میں کوئی بے چینی نہ پیدا ہو بلکہ اس کے برعکس وہ اپنے نفس کو اور عام مسلمانوں کو غیر اسلامی نظام کے غلبے پر مطمئن کر دیں، ان کا شمار آخر محسنین میں کس طرح ہو سکتا ہے۔

محسنین تو وہ ہیں جو اللہ تعالی کی زمین پر اللہ تعالی کا قانون نافذ کرنے کیلئے جان کی بازی لگا دیتے ہیں، اس مقصد کے حصول کیلئے وہ تن من قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ قرآن مجید کا درج ذیل مقام ہمیں دعوت فکر دے رہا ہے، غور کیجئے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ ﴾

''اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی''

﴿ فَمَا وَهَنُواْ لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَمَا ضَعُفُواْ وَمَا اسْتَكَانُواْ وَاللّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴾

''اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے، انہوں نے کمزوری نہیں

دکھائی، وہ باطل کے آگے سرنگوں نہیں ہوئے، ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے''

﴿ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلاَّ أَن قَالُواْ ربَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ﴾

''ان کی دعا بس یہ تھی کہ اے ہمارے رب ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما، ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہو اسے معاف کر دے، ہمارے قدم جما دے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر''

﴿ فَآتَاهُمُ اللّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الآخِرَةِ وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''آخر کار اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی عطا کیا، اللہ کو ایسے ہی محسنین لوگ پسند ہیں'' (47)۔

آیت مبارکہ کا واضح پیغام ہے، جو لوگ وقت کے نبی کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اس راہ میں آنے والی ہر تکلیف اور مصیبت کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں، اللہ تعالی سے نصرت اور مدد کی دعا کرتے ہیں وہی صابر ہیں جن سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے اور وہی محسنین ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کی مسند میں ہے کہ:

''اَلْاِحْسَان اَنْ تَعْمَلَ لِلّٰه''

''احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالی کے لئے کام کرو'' (48)۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ آیت مبارکہ ''میں جن وانس کو بجز عبادت کے اور کسی چیز کیلئے پیدا نہیں کیا'' کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

....

(47) آل عمران 146، 148

(48) مسند امام ابو حنیفہ، از ابو نعیم اصبہانی

''مسلمان پر واجب ہے کہ وہ مخلوق کے دین کی اصلاح کرے جس کے بغیر وہ سراسر خسارے میں رہیں گے''(49)۔

امام حسن بصریؒ کا قول ہے:

''گویا اسلام قیامت کے دن لوگوں کے گریبان پکڑ پکڑ کر کہے گا: یا رب! اس نے میری مدد کی اور اس نے مجھے رسوا کیا۔ جب حضرت عمرؓ کی باری آئے گی تو اسلام کہے گا: یارب! میں اجنبی تھا جب تک یہ اسلام لے آئے''(50)۔

سوچنے کا مقام ہے قیامت کے دن اسلام ہمارے بارے میں کیا گواہی دے گا؟۔اسلام اللہ تعالی کا ہم پر عظیم احسان ہے، اس احسان کے بدلے میں ہم نے کیا کیا ہے؟

فاتح افریقہ حضرت عقبہ بن نافعؓ بحیرہ اٹلانٹک پر صدا دیتے ہیں:

''یا اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس سمندر کے پیچھے بھی کوئی خشکی ہے تو میں وہاں بھی تیرا دین پہنچاتا''۔

اس وقت دنیا تین براعظموں، ایشیا، افریقہ اور یورپ سے واقف تھی، بحیرہ اٹلانٹک کے اس پار امریکہ ابھی دریافت نہیں ہوا تھا۔

اس راہ میں جدوجہد کرنے والوں کی مدد خود اللہ تعالی نے اپنے ذمہ لی ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے، انہیں ہم اپنا راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللہ محسنین کے ساتھ ہے''(51)۔

---

(49)السياسة الشرعيه، ابن تيميه

(50)خلفاء الرسول،ازعمروخالد

(51)العنكبوت69

یہ ہے احسان کا بدلہ احسان۔آج مسلمان کیوں مغلوب اور مقہور ہیں، کیوں پستی میں ہیں؟، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم محسنین نہیں یا ہماری اکثریت احسان کی روش ترک کر چکی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس زمین کی حکمرانی اللہ تعالی محسنین کو ہی دیتا ہے، اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی مصر کی حکمرانی دی کہ آپؑ محسنین میں سے تھے، ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴾

''اس طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف کے لئے اقتدار کی راہ ہموار کی، وہ مختار تھا کہ اس میں جہاں چاہے اپنی جگہ بنائے، ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے، اور محسنین کا اجر ہمارے ہاں مارا نہیں جاتا''(52)۔

آج ہم جس پستی اور انحطاط سے دوچار ہیں اس سے نکلنے کا راستہ بجز احسان کا اور کیا ہے۔ ہمارا عام مسلمان احسان کی روش اختیار کرے، ہمارا ڈاکٹر وانجینئر، ہمارے دانشور، ہمارے حکمران اور عامی اور ہمارا پورا معاشرہ محسنین میں شمار ہو تو کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالی اس سرزمین کی حکمرانی ہمارے حوالے کردے۔اگر ہم دنیا میں اس طرح رہتے گویا ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں یا کم سے کم ہمارے اندر یہ یقین ہوتا کہ اللہ تعالی ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہمارا یہ حال نہ ہوتا جو آج ہے۔اگر ہم احسان کی روش اختیار کرتے ہیں تو یہ خود ہمارے لئے بہتر ہے:

﴿ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ﴾

''اگر تم احسان کرو گے تو یہ احسان تمہارے اپنے لئے ہے''(53)۔

....

(52) یوسف 56

(53) الاسراء 7